

جناب پروفیسر قاضی حلیم فضل صاحب
مدیر ماہنامہ ”القلم“ اوگی

اللہ تعالیٰ کا انسانی نظام تعلیم و تربیت

انسانوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مثالی نظام تعلیم دیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہی نظام تعلیم و تربیت ہر زمانے کی بھٹکی ہوئی بگڑی ہوئی بد تربیت و گمراہ قوموں کیلئے موثر بھی ہے اور نتیجہ خیز بھی۔ اور خدائی نظام تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی تعلیمات و ہدایات پر مشتمل آسمانی کتب کا نصاب اتارا ہے وہیں ان تعلیمات و ہدایات کی تعلیم و تدریس اور تہذیب و تربیت کے لئے انسانوں میں سے اپنے ایسے بندوں کو نبوت کے منصب سے سرفراز فرمایا جنہیں جہاں ان آسمانی کتب کے نصاب کا فہم و علم عطا فرمایا وہاں انہوں نے ان نصابی کتب کی ہدایات و احکامات پر عمل فرما کر سیرت و کردار اور اخلاق و اخلاص کے ایسے نمونے پیش فرمائے جو اس وقت بھی اور آج بھی انسانوں کیلئے رہنمائی کے عمدہ نمونے اور اعلیٰ مثال و معیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان باعمل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بے داغ و دامن تعلیم و تربیت سے ذروں نے آفتاب کا درجہ پایا انکی تعلیم اور سیرت و کردار کی چمک سے دنیائے جہالت کے اندھیرے دور ہوئے اور بھٹکے ہوئے اور بگڑے ہوئے انسانوں نے ہدایت پائی۔ نصاب قرآن و احادیث کی تدریس کی نوبت تو بعد میں آئی مگر پہلے قرآن کے ان عاملوں نے اپنی اپنی سیرت و کردار سے لوگوں کو متاثر کیا۔ ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ اسلام انکی سیرت و کردار کے سچے کھرے اور ستھرے اعمال اور رویوں سے پھیلا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آج ہماری اخلاقی بے راہ روی اور بددیانتی اسلام کی ترقی اور پھیلاؤ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہماری اس تمہید سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ قوموں کی تعلیم و تربیت اور سیرت و کردار کی تکمیل کیلئے نصاب کی تدوین و تربیت اپنی جگہ اہم ہے مگر اس نصاب کی تعلیم و تدریس کیلئے ”تربیت“ انتہائی لازمی ہے اور تربیت اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جبکہ نصاب کا معلم، معلم اخلاق بھی ہو، معمار سیرت بھی ہو اور معیاری کردار کا مرہب بھی ہو وہ خود بھی اپنی سیرت و کردار سے نہ صرف طلبہ کو متاثر کر سکے بلکہ ان میں ”معروف“ کے فروغ اور ”منکر“ کے انسداد کا فریضہ بھی انجام دیتا رہے۔ طلبہ کی نشست و برخاست،

رفتار و گفتار ان کے رویوں پر کڑی نگاہ بھی رکھے۔ غیر شائستگی، غیر مہذب اور غیر مناسب حرکتوں پر گرفت کرے۔ نصاب تعلیم کی مثال آیت ”چراغ“ کی ہے اور معلم نصاب کی مثال ”رہنما“ کی ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں رہنما کے ہاتھ سے چراغ چھین لیا جائے تو وہ خود اندھیروں میں بھٹک کر دوسروں کو بھٹکا سکتا ہے اور اگر ”چراغ“ کو ”رہنما“ کے بغیر چھوڑ دیا جائے تو وہ محدود روشنی تو بکھیر دے گا مگر رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکے گا۔ اس لیے منزل تک رسائی کے لئے نصاب کا ”چراغ“ اور برے بھلے راستوں سے واقف ”رہنما“ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ہماری تمام تر تعلیمی کوششوں پر کروڑوں روپے کے اخراجات کے علاوہ نصاب کی بار بار تدوین و ترتیب کے ہوتے ہوئے گلی، گلی اور گاؤں، گاؤں سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں کی کثرت کے باوجود نہ شرح خواندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ معیار تعلیم میں بلندی نظر آتی ہے اور نہ ہی قومی اخلاق و کردار نکھرتا اور سدھرتا ہے، اس لئے کہ ہم شعبہ تعلیم میں صاحب کردار، دیانتدار اور بااخلاق معلمین نصاب کی اہمیت کو نظر انداز کرتے رہے ہیں۔

ہمارے ہاں زندگی کے دونوں اہم شعبوں ”سیاست و قیادت“ اور ”تعلیم و تربیت“ میں اہل سیرت و اخلاق اور مطلوبہ اعلیٰ کردار کی ضرورت فراموش کر دی جاتی ہے جسکی وجہ سے جہاں سیاست و قیادت میں سرمائے کے زور اور برادری کے شور سے ایسے ایسے بدکردار و بددیانت لوگ منتخب ہو کر برسر اقتدار آجاتے ہیں جو ملک کو اخلاقی اور معاشی دیوالیہ پن سے دوچار کر کے اپنے دور اقتدار میں کرپشن و خیانت کاری کی ہوش ربا داستانیں چھوڑ جاتے ہیں۔ یہی حال شعبہ تعلیم کا بھی ہے جہاں بقول غالب مرحوم

سبزے کو کہیں جگہ نہ ملی بن گیا روئے آب ہر کائی

جو لوگ اپنے تعلیمی و اخلاقی زوال و انحطاط کے باعث کہیں دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں راہ نہیں پاسکتے وہ (الامشاء اللہ) محکمہ تعلیم میں بھرتی ہو جاتے ہیں اور معمار قوم کی بجائے مسمار قوم کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ فرائض تعلیم و تدریس سے اپنی تعلیمی کمزوری کیوجہ سے نااہل و نالائق اور غافل ہوتے ہیں۔ اخلاقی کمزوریوں کیوجہ سے زیر تعلیم طلبہ کی اخلاقی تربیت سے نااہل اور خود اپنی بگڑی ہوئی عادات و اطوار کیوجہ سے شاگردوں کے سامنے بڑے ماڈل اور نمونے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان دونوں شعبوں، قیادت و تعلیم کے ہاتھوں ہمیں نہ تو قومی تعمیر کی منزل مل سکی اور نہ ملکی خوشحالی کا مقام میسر آسکا۔ اللہ تعالیٰ کی اس انسانی تعلیم و تربیت کی سنت کا تقاضا ہے کہ ہم

بھی قومی تعلیم و تربیت کے مرتبہ پر فائز افراد کے انتخاب و چناؤ میں پیغمبرانہ اوصاف کے حامل نہ سہی، سیرت و کردار اور اخلاق۔ سبنا بہتر معیار کو ضرور شرط اول قرار دیں اور ان کے انتخاب سے قبل اتنی تحقیق ضرور کی جائے کہ موصوف کس گھرانے اور کس ذات سے تعلق رکھتے ہیں؟۔ گھریلو ماحول کیسا ہے، حلقہ احباب کیا ہے؟۔ اخلاقی شہرت کیسی ہے اور دُگری یا ساند کے ساتھ ساتھ تہذیب و شائستگی کا کتنا جوہر موجود ہے؟ لیکن جب اس چھان بین اور تحقیق و تفتیش کے بغیر انتخاب عمل میں آجاتا ہے تو اساتذہ کے تدریسی تربیتی اداروں میں نظم و نسق، بچوں کی نفسیات اور غیر مسلم دانشوروں کے تدریسی اصول و اقوال رٹائے جاتے ہیں۔ جن کا ہمارے سکولوں کے ماحول سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اساتذہ کے تدریسی تربیتی اداروں میں اساتذہ کی اخلاقی تربیت، دیاستدارانہ فرائض کی ادائیگی، سیرت سدھار اور اخلاق سنوار، اکل حلال و اجتناب حرام کا کوئی درس ہوتا ہے نہ ہی خصوصی توجہ و تربیت۔ ان تربیتی اداروں میں جنکی مدت تربیت مختصر ہوتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تدریس و تعلیم ان کی سیرت، معروف صحابہ کرامؓ کی معلمائے کاوشوں اور ہمارے بیشتر دینی و مذہبی تعلیمی اداروں کے بے لوث قانع اور متوکل اساتذہ کرام، صوفیاء، اولیاء عظام کی سیرتوں اور اخلاق پر مشتمل نہ کوئی نصاب ہے نہ نصاب کا حصہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ کے انتخاب اور تربیت کے دوران اخلاقی و کردار کو جب شروع سے اہمیت ہی نہ دی جائے تو بڑے اور خالی خولی نصاب کی تدریس و تربیت سے قومی اخلاق و کردار کی اصلاح کی توقع الہامی کتب کے ہمراہ پیغمبروں کی بعثت کے الٰہی قانون کے منافی ہوگی۔ ہم اگر یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ تدریس و تعلیم کا سلسلہ اول خدا اور اس کے پیغمبروں سے ملتا ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ تعلیمی کے پیغمبرانہ منصب پر فائز ہونے والے اساتذہ کرام میں پیغمبرانہ اوصاف و کردار کی جھلک ضرور ہونی چاہیے۔ ان کا معاشرتی و سماجی معیار بلند کرنا ہوگا۔ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق جب چناؤ کیا جائے گا تو پھر اس مقام اور مرتبہ کا احترام و لحاظ بھی رکھنا ہوگا۔ قومی تعمیر و اصلاح کے اس شعبہ کی سربراہی کو دوسرے تمام شعبوں میں اولیت اور ترجیح دینا ہوگی۔ اگر حکومت کی موجودہ تعلیمی پالیسی میں ہماری ان گذارشات کی روشنی میں اساتذہ کیلئے ایسا کوئی اہتمام و نظام موجود ہے تو بہتر نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ تعلیمی پالیسی بھی پاگلوں کے ہاتھ میں تلوار کے فرسودہ نظام کی طرح ہماری نسلوں کے اخلاقی قتل عام کا کردار ادا کرے گی۔ ممکن ہے کوئی شخص ہمارے اخلاقی زوال اور تعلیمی انحطاط کی وجہ معاشرتی بگاڑ کا یا طلبہ کے گھریلو حالات اور والدین کی بے حسی کو گردانے لیکن ہمیں یہ بات نہ بھولنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ

(باقی 47 پر ملاحظہ ہو)